

قائدانہ کردار

خالد رحمٰن °

قیادت کے کہتے ہیں؟

سادہ الفاظ میں قیادت، اس صلاحت اور کردار کا نام ہے جس کے ذریعے آپ لوگوں کو مشترک مقاصد کے حصول کے لیے اپنے ساتھ لے کر چل سکیں، یعنی وہ آپ کے کہے کو مانے لیں۔ اس حوالے سے روزمرہ زندگی پر غور کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ یہ ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ودیعت کیا ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کی بات مانیں اور درحقیقت اسی جذبے کے نتیجے میں انسانی زندگی آگے بڑھتی ہے۔ جس معاشرے یا گروہ میں یہ جذبہ مفتوح ہو جائے اس کے آگے بڑھنے کا عمل رک جاتا ہے۔

اسی بات کو اس مشاہدے کی روشنی میں بھی سمجھا جاستا ہے کہ کسی بھی مقام پر اور کسی بھی مجلس میں، جہاں ایک سے زائد لوگ موجود ہوں، وہاں کوئی نہ کوئی قائد ہوتا ہے اور باقی لوگ پچھے چلنے والے ہوتے ہیں، یعنی ایک آدمی وہ ہوتا ہے جس کی بات مانی جاتی ہے اور باقی وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی بات مان رہے ہوتے ہیں اور اس میں کسی کامبر میں چھوٹا یا بڑا ہونا بھی اہم نہیں ہے۔

لوگ کسی کی بات کیوں مانتے ہیں؟ اس کے عوامل سچھ بھی ہوں، لیکن قیادت اور اُس کے پچھے چلنے والوں میں بھی تعلق ہوتا ہے۔ قیادت فیصلہ کرتی ہے اور لوگ اس کے پچھے چل رہے ہوتے ہیں۔ یوں قیادت کا یہ تصور منصب کے بجائے ایک کردار کی نشان دہی کرتا ہے۔ ایسا کردار جو رہنمائی اور نشان دہی کر سکے کہ کس سمت میں جانا ہے، کس رفتار سے جانا ہے اور کس تیاری کے ساتھ جانا ہے، اور یہ کردار انسانی زندگی کی ایک فطری ضرورت ہے۔ انسانوں کے جس گروہ میں اس طرح سے رہنمائی کے لیے قیادت موجود ہو، اس گروہ میں بحران، انتشار اور تصادم ناگزیر ہے۔

قیادت کا تصویر اور اسلامی تعلیمات

قیادت کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ کے رسول نے بھی یہ بات سمجھائی ہے کہ دو آدمی ہوں اور کسی جگل میں بھی سفر کر رہے ہوں، تب بھی اپنے میں سے ایک کو قائد بنالیں۔ اس لیے کہ ”قائدانہ کردار“ کی ضرورت باریار پیش آئے گی، اختلاف رائے ہوگا، یہ سوال پیدا ہو گا کہ کسے اور کس سمت آگے بڑھا جائے؟ قائدانہ کردار متعین ہو گا تو ان امور میں فیصلہ کرنے کا مکمل چ سن و خوبی مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح قیادت ایک اسلامی تصویر ہے۔

متعدد دوسری تعلیمات بھی ہمیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ قیادت تو خالص اسلامی تصور ہے، جسے انسانی زندگی میں نظر انداز کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ نبیؐ کی یہ حدیث کہ: تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اسی جانب اشارہ کرتی ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ آپ گھر میں ہوں، کسی مجلس میں ہوں، دفتر میں ہوں، سکول یا کالج میں ہوں، کوئی نہ کوئی راعی ہو گا، اور باقی اس کی رعیت۔

قیادت کے تصور پر اس حوالے سے بھی غور کیجیے کہ نبیؐ سے ہڑا قائد کون ہو گا؟ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کی رہنمائی کے لیے آنے والے سب سے ہڑے لیڈر اللہ کے نبیؐ تھے اور رہنمای دنیا تک وہی سب سے ہڑے لیڈر ہیں۔ اگر وہ سب سے ہڑے قائد ہیں تو کیا قائد باللیڈر ہوں؟ مطلوب قرار پائے گا؟ نہیں، بلکہ یہ تو مسلمان ہونے کا ایک اہم تقاضا قرار پائے گا۔ کیونکہ یہ نبیؐ کی سنت کا ایک حصہ ہو گا اور جب اس کو سنت نبویؐ کا ایک حصہ سمجھا جائے تو جس فرد کو قیادت کے مقام پر فائز کر دیا گیا، اسے دراصل نبیؐ کی ان تمام سنتوں کو قائم کرنے کا موقع ملا ہے جو آپؐ نے قائد کی حیثیت سے ادا کیں۔ سنت نبویؐ کو ایک اور انداز میں آگے ہڑھانے کا موقع تو اس کے لیے ایک سعادت ہے، کہ وہ نبیؐ کی ان سنتوں پر بھی عمل کر سکے جو قیادت کے منصب پر فائز ہونے والے لوگ نہیں کر سکتے۔

قیادت کے متعدد پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو اشرف اخلاقوں کا درجہ دیا ہے تو دراصل اسے ایک خاص دائرے میں دیکھا گیا تھا اور اس کو فیصلہ کی جائیں گے کہ اس کی حیثیت دے دی ہے۔ خلیفہ کی یہ حیثیت دراصل قیادت ہی کی ایک صورت ہے۔

قیادت سے متعلق ان تصورات کو سامنے رکھا جائے تو اس بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی چاہئے کہ قیادت سے گریز یا فرار کوئی موزوں طرز عمل نہیں ہے۔ باشہہ قائد کی ذمہ داری اور جوابدی زیادہ ہے لیکن درحقیقت کسی فرد کو قائدانہ کردار ادا کرنے کا موقع ملتا ہے تو یہ اس مفہوم میں بھی اس کے لیے سعادت ہے، کہ اسے صدقہ جاریہ کا موقع دستیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب آپؐ مامور (follower) ہیں تو آپؐ صرف اپنے کام کے ذمہ دار ہیں اور آپؐ کو صرف اپنی حد تک کام کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن جب آپؐ قائد ہوں اور رفتہ اور کارکنوں کو با مقصود کام کی جانب لے جائیں تو وہ تمام نیکیاں بھی آپؐ کے حصے میں آئیں گی جو یہ سارے لوگ کر رہے ہوں گے۔ قیادت کے تصور کو اس حیثیت میں قبول کریں تو اس کے نتیجے میں آپؐ کی اپنی کارکردگی بھی بڑھے گی اور جس جس دائرے میں آپؐ قیادت کا منصب سر انجام دے رہے ہیں اس میں زیادہ بہتر نتائج حاصل کر سکیں گے۔

قیادت کا فطری حق

قیادت اگر ایک فطری عمل اور کردار کا نام ہے تو یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل نہیں کہ اس کردار کی ادائیگی کا فطری حق کے حاصل ہو؟ ذرا غور کیجیے! انسان کو اشرف اخلاقوں کا درجہ کس بنابر حاصل ہوا؟ معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی ہے اس کی بنابر اور دیگر تمام تخلوقات سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ جسمات میں انسان بہت سوں سے چھوٹا اور جسمانی قوت میں بہت سی دوسری تخلوقات سے کمزور ہے۔

بصارت اور سننے کی صلاحیت بلکہ گوپائی کی قوت بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سارے حیوانات کو دی ہے۔ جدید تحقیقات تو یہ بتاتی ہیں کہ نباتات کو بھی نہ کسی درجے میں صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔ جس میدان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے زیادہ اشرف بنایا ہے وہ اس کی عقل یعنی سوچ سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ اگر اشرف الخلوقات کا رتبہ انسان کو عقل کی بنا پر حاصل ہوا ہے تو پھر انسانوں میں بھی فطری طور پر ہی اشرف ہو گا جو عقل کے میدان میں برتر ہو۔ جینما تی اعتبار سے انسانوں میں سچھنہ کچھ فرق ہو ستا ہے لیکن مستثنیات کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ نے سب ہی انسانوں کو دماغ دیا ہے۔ جو اس دماغ اور اسے دی گئی صلاحیت، یعنی عقل کا بہتر استعمال کرے گا اور غور و فکر اور مدد بر کرے گا، سوچ بچار میں اپنا وقت لگائے گا، وہی اصل میں ایک فطری لیدر قرار پائے گا۔

اس بات کو دہرا بھیجی کہ قیادت منصب کا نام نہیں ہے بلکہ قیادت درحقیقت یہ ہے کہ لوگ رضا کارانہ آپ کے سچھے چلیں۔ اس پہلو سے دیکھیں تو بعض اوقات لوگ منصب پر فائز نظر آ میں گے لیکن مامورین ان گی بات مان نہیں رہے ہوں گے یا اصل رہنمائی وہدیت کے بر عکس اپنے اپنے انداز میں عمل کر رہے ہوں گے یا یہ عمل مارے باندھے اور مجبوری کی بنا پر ہو رہا ہو گا۔ یوں قیادت پر فائز افراد کے لیے اپنے آپ کو جا پہنچنے کا ایک آسان پیانہ یہ ہے کہ کیا لوگ ان کی بات مانتے ہیں اور کس حد تک مانتے ہیں؟ بات ماننا اور قیادت کے سچھے چلانا، اگر حکم اور جر کے ذریعے سے ہو یا اس کے لیے تاکید، اور بار بار تاکید کرنی پڑ رہی ہو تو پھر یہ حقیقت میں سچھے چلانا نہیں ہے، یہ جر اور مجبوری کی بنا پر کیا جانے والا عمل ہے جو پایہ ارثیں ہو ستا۔ حقیقی اور فطری قیادت کو کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، لوگ خود اشارے دکھر رہے ہوتے ہیں کہ ان کا قائد کیا چاہ رہا ہے؟ اور اس مقام تک پہنچنے میں وہی کامیاب ہو ستا ہے جس کی عقل اور ذہانت کی بنا پر لوگ اس کے شعور اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت پر اعتماد رکھتے ہوں۔

قیادت کے حوالے سے یہ اصول فردی پر نہیں بلکہ ادارہ، تنظیم، گروہ، قوم، یا ملک، تمام پر مبنی اصول صادق آتا ہے کہ غور و فکر، مدد بر اور علم و حقیق میں دل چھپی، انھیں قیادت پر فائز کر دیتی ہے۔ اگر حادثاتی طور پر کوئی دوسرا آگے آ بھی جاتا ہے تو قیادت کے مقام پر اس کا برقرار رہنا ممکن نہیں ہے۔ نبی کی زندگی میں غور و فکر اور مدد بر کا اندازہ آپ مگی قبل از نبوت کی زندگی سے بھی لگایا جاستا ہے، جب آپ با قادری سے غار حراج تشریف لے جاتے اور کئی کئی رو زغور و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

تبديلی کا عمل اور قیادت

قیادت کے بارے میں اس بات کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قیادت اور تبدیلی میں بہت گہرا اتعلق ہے۔ انسانی زندگی مسلسل حرکت، تبدیلی اور اتار چڑھاؤ کا نام ہے۔ جس دنیا میں ہم رہ رہے ہیں اس میں مسلسل تبدیلیاں آ رہی ہوتی ہیں۔ زمین مسلسل گردش میں ہے، دن، رات میں اور رات، دن میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ موسم تبدیل ہوتے ہیں، علم، نکنا لو جی اور سائنس کے میدان میں تبدیلیاں آ رہی ہوتی ہیں، ہر تبدیلی کسی نہ کسی شکل میں انسانوں پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے۔ قائدانہ کردار کے نقطہ نظر سے تبدیلی اور اس پر دل کے حوالے سے انسانوں کو پانچ گروہوں میں تقسیم کیا جاستا ہے۔

پہلی قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو آنے والی سماجی و معاشرتی تبدیلیوں اور انسانی زندگی پر ان کے اثرات سے بے نیاز، اپنی ایک محدود دنیا میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اور گرد کی تمام تبدیلیوں سے بے نیاز یہ لوگ ایک مخصوص دائرے میں ہرگز مضمون ہوتے ہیں۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو موجودہ صورت حال (status quo) میں آنے والی تبدیلی کے خلاف ہوتے ہیں۔ تبدیلیوں کے مثیل یا ثابت اثرات پر غور کیے بغیر تبدیلی سے خوف زدہ یہ لوگ، آنے والی تبدیلیوں کی مزاحمت کر کے ان تبدیلیوں کو روکنا چاہتے ہیں۔

تیسرا قسم ان لوگوں کی ہے جو ہر صورت حال اور تبدیلی کے اثرات کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ان کے کوئی نظریات اور اپنی ترجیحات نہیں ہوتیں۔ جو بھی تبدیلیاں آرہی ہوتی ہیں یا انھیں بخوبی، ورنہ باہمی مجبوری قبول کر لیتے ہیں۔

چوتھی قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو متوقع تبدیلیوں کا قابل از وقت اندازہ کر کے ان کے مطابق اپنے آپ کو، اردوگرد کے ماحول کو اور اپنے اہداف اور ترجیحات کو ایڈ جست کرتے ہیں۔ اس طرح یہ آنے والی تبدیلیوں کے مطابق اپنے آپ کو manage کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان سب کے مقابلے میں پانچویں قسم تبدیلیوں کے لیے خود ہوم ورک کرنے والوں کی ہے جو آنے والے حالات کا اندازہ کرتے ہیں اور بجز یہ کہ بیاناد پر اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کو خود تحلیق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مذکورہ بالاقریض پر غور کیا جائے تو یہ صاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بلاشبہ ان پانچوں میں سے قیادت کے منصب پر وہی لوگ فائز ہو سکتے ہیں جو اپنی مرضی کے مطابق تبدیلیوں کی تحلیق کے لیے سرگرم ہوتے ہیں۔ وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آنے والے وقت کو وہ کیسادی کھانا چاہتے ہیں۔ تبدیلیاں لانے کے لیے ماحول کو سازگار بنانے کے نقطہ نظر سے ضروری القدامات کرتے ہیں۔ عزم کرتے ہیں کہ کسی اور کسی سوق چazar، غور و فکر اور ترجیح کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کرنے کے بجائے تبدیلی ہمیں خود لانی ہے۔ مستقبل ہماری مرضی کے مطابق ہو گا اور دوسروں کو اس کے مطابق تبدیل ہونا ہو گا۔ یوں یہ ایک روپیے کا نام ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے عزم میں کامیاب بھی ہو جائیں لیکن وہ اس کی ہر ممکن کوشش ضرور کرتے ہیں۔ یہی قائدانہ رواہ اور قائدانہ کردار ہے۔

تبدیلی سے بے نیاز، تبدیلی پر مزاحمت کرنے، تبدیلی کو قبول کرنے والے یا تبدیلی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھانے کی کوشش کرنے والے پچھے رہنے والے لوگ ہیں۔ چنانچہ قیادت کے منصب پر اگر آپ فائز ہیں تو آپ کو یہ سوچنا ہو گا کہ ہمارے اردوگرد کیا کیا تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں، اور ان تبدیلیوں کی روشنی میں مستقبل کا نقشہ کیا بن رہا ہے، اس مستقبل کے نقشے کو ہم اپنی مرضی کے مطابق کیسے ڈھانل سکتے ہیں؟ یہی قیادت ہے۔ ورنہ تبدیلی اور قائدانہ کردار کسی اور کائن ہوتا ہے اور آپ اس کے پچھے چلنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

تبدیلی کے حوالے سے ایک اور اہم پہلو یہ بھی ہے کہ جو لوگ تبدیلی تحلیق کرنا چاہتے ہوں، این کا ہر فیصلہ اور اقدام ایک طشدہ حکمت عملی کا حصہ ہوتا ہے۔ ان کے علم میں ہوتا ہے کہ کون سے ایسے موافق ہیں جہاں آگے بڑھ کر کوئی کروار ادا کرنا ہے، اور کسی موقع پر آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔ بے نیازی، مزاحمت پا قبولیت اور ایڈ جسمنٹ کا روپیہ بذات خود غلط نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کچھ چیزوں سے بے نیازی اور اچیں نظر انداز کر دینا ہی بہتر ہے۔ نوٹس صرف اس چیز کا لینا ہے جو اپنی مطلوب تبدیلی کے راستے میں رکاوٹ ہے، اور یہ نوٹس بھی صرف اس حد تک لینا ہے جس حد تک کوئی چیز رکاوٹ ہے، جب کہ اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی میں جو چیز معاون ہے اس کو آگے بڑھانے کی کوشش ناگزیر ہے۔

اس بات کو مختصر آیک بار پھر دہرالیما چاہئے کہ ایک جانب قیادت اور قائدانہ کردار اس عمل کا نام ہے کہ آپ تبدیلی کو تخلیق کرنے کی کوشش کر رہے ہوں اور دوسری جانب یہ اس عمل کا نام ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ جس نوعیت کی تبدیلی کو آپ تخلیق کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اگر کوئی چیز اس سے متعلق نہیں تو آپ بھی اس سے غیر متعلق اور بے نیاز ہو جائیں گے۔ اسی طرح مزاحمت، قائد کا بنیادی کردار نہیں ہے کیونکہ مزاحمت رد عمل کا نام ہے۔ لیکن اگر مرضی کی تبدیلی لانے میں کوئی چیز رکاوٹ ہے، تب آپ مزاحمت بھی کریں گے۔ قائد کی حیثیت سے آپ کو ہر ہر طبقے پر سوچ کبح کر اقدام کرنا ہے۔

قیادت کے اوصاف

قائد کے مذکورہ بالا کردار کو چیز نظر رکھا جائے تو یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ قائدانہ اوصاف کیا ہو سکتے ہیں۔ ہم یہاں انھیں مختصر آٹھ عنوانات: بصیرت، اپنی ذات پر قابو اور انسانی تعلقات، کے تحت پیان کرنے کی کوشش کریں گے۔ درحقیقت قیادت کی صلاحیت اور بنیادی صفات ہر آدمی میں موجود ہوئی ہیں لیکن میدان عمل میں قیادت کا کردار ادا کرنے کے لیے مطلوب عمل اور شعوری کوشش سے ان صلاحیتوں کو نکھارنے اور جلا بخشے پر توجہ دینا اگر زیر ہے۔ سوچنے اور عمل کرنے میں یہ اوصاف جس قدر کسی شخصیت کا حصہ بنتے چلے جائیں گے اس قدر ہی وہ شخصیت قائدانہ مزاج کی حامل قرار پائے گی۔

بصیرت (ستقبل میں دیکھنے کی صلاحیت): قائد کے لیے اہم ترین چیزوں وغیرہ (بصیرت) ہے۔ وغیرہ سے مراد مستقبل میں دیکھنے کی صلاحیت ہے۔ کیونکہ تبدیلی ماضی میں نہیں مستقبل میں آتی ہے اور مستقبل میں تبدیلی وہی لاستا ہے جو مستقبل میں دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ قیادت اس صلاحیت کا نام ہے کہ آپ مستقبل میں دیکھ رہے ہوں۔ مثلاً یہ مارچ کا مہینہ ۲۰۰۷ء ہے۔ آپ ایک یہم کے سربراہ یا ایک علاقے کے تنظیم ہونے کی حیثیت سے آج سے پانچ سال کے بعد، یعنی ۲۰۰۹ء میں اس یہم یا علاقے میں کیا تبدیلیاں دیکھنا چاہتے ہیں، اس کا تعین آپ کو آج کرنا ہوگا۔ قائد ماضی کی کامیابیوں اور ناکامیوں پر غور و فکر کر کے ماضی سے سبق بھی حاصل کرتا ہے اور اس کا یہ سارا عمل مستقبل کے لیے ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے آگے جانا ہے۔ جو لوگ ماضی میں ڈوبے رہتے ہیں کہ فلاں چیز غلط ہو گئی تھی اس پر شکوہ کر رہے ہیں، ماہی کاشکار ہیں یا حوصلہ ہار بیٹھے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یا اسی طرح اگر کامیابی حاصل ہو گئی ہے تو اس پر سرشاری میں اردوگرد سے ہے نیاز ہو جانے والے لوگ بھی قائدانہ کردار ادا نہیں گر سکتے۔ جسے آگے سفر کرنا ہے اسے دل کا بخار نکالنے، کسی دوسرے کو مطلعون کرنے یا کسی دوسرے پر ناکامی کی ذمہ داریاں ڈال دنے سے دل جسمی نہیں ہوتی۔ یہ وقت ضائع کرنے والے لوگ ہیں۔ جس کے سامنے مستقبل میں کوئی منزل ہو گی وہ اپنے وقت کے بارے میں بے فکر نہیں ہو سکتا۔ جس کی کوئی منزل طے ہے اور اسے منزل تک کسی خاص وقت پر پہنچنا ہے وہ اپنے ہدف اور منزل کے بروقت حصول کے لیے بہت سی غیر ضروری اور کم اہم چیزوں کو نظر انداز کرنے کے لیے تیار رہے گا، اور ایک منزل پر پہنچنے کے بعد اُنکی منزل کا تعین اور اس کے لیے پیش قدمی اس کا ہدف ہوگی۔ اس نقطہ نظر سے دنیا پر نظر ڈالیں تو صاف نظر آئے گا کہ وہی ادارے، گروہ اور قومیں قیادت کے منصب پر فائز ہیں اور ماضی میں بھی فائز رہی ہیں جنہوں نے مستقبل کو سمجھنے، جانے اور اس کا تجویز کرنے کی کوشش کی ہے۔

مستقبل نہ طاہر ہے غیر قیمنی ہے۔ لیکن یہی اس کا چیخ ہے۔ اس میں دیکھنے کے لیے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ معلومات اور حالات کی روشنی میں آپ عمل اور رد عمل، اقدامات اور نتائج اور واقعات و اثرات کے درمیان رشتے کو سمجھنے کی صلاحیت حاصل کریں۔ یہی عمل مستقبل کا تجویز کرنے کی کوشش کہلاتی ہے اور اسی بنیاد پر قائد یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مطلوب تبدیلیاں لانے کے لیے کیا کیا جائے۔

پر امید ہونا: قائد کے لیے محض مستقبل پر نگاہ رکھنا ہی کافی نہیں، بلکہ مستقبل کے بارے میں پر امید ہونا ضروری ہے۔ مایوسی کے شکار لوگ بھی کوئی قائدانہ کردار ادا نہیں کر سکتے۔ قائد کو خود بھی پر امید ہونا ہے اور اپنے ساتھ چلنے والے لوگوں کو بھی پر امید رکھنا ہے۔

پر عزم اور منصوبہ ساز: مستقبل کے بارے میں پر امید ہونے کے لیے پر عزم ہونا ضروری ہے۔ یہ عزم کہ میں جو کرنا چاہتا ہوں وہ ان شاء اللہ کر کے رہوں گا۔ مستقبل کو تغیر کرنے کا عزم قائد کے پاس ہونا چاہیے۔ تغیر کا عزم اور اعتماد اسی وقت ممکن ہے جب مستقبل کے بارے میں منصوبہ بندی کا ضروری اہتمام ہوا اور یورے منصوبے کے لیے موزوں حکمت عملی اور اس کے مطابق ٹیم بنانے کا درست طور پر اہتمام ہو۔ اس ٹیم کو محرک رکھنا، اسے motivate کرنا اور ٹیم کے ہر فرد سے اس کی صلاحیتوں کے مطابق کام لینے کی استعداد قائد کے اہم اور ضروری اوصاف ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مسئلہ جائزہ لینے اور منصوبے میں حسب ضرورت روبدل کرنے کی صلاحیت اور آمادگی بھی ضروری ہے۔

قائدانہ کردار کا تعلق عقل کے استعمال سے ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ کیا ایسا آدمی جو غبی یا ذہین ہو لیکن غورہ فکر اور مدد بر کے لیے تیار نہ ہوئا روزمرہ مصروفیات میں اس طرح الجھا ہوا ہو کہ اس کے پاس غورہ فکر کے لیے وقت نہ ہو تو کیا اس میں مستقبل بینی کی صلاحیت ہوگی؟

اس تناظر میں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قائد کا یہ کام نہیں کرو، ۲۳ گھنٹے بہت مصروف رہے بڑی بھاگ دوڑ کر رہا ہو۔ یہ تو مینہج اور منتظم کا کام ہے۔ کوئی چاہے تو اس کردار پر بھی مطمئن ہو سکتا ہے یہ قابل تعریف عمل ہے لیکن بحیثیت قائد یہ مطلوب نہیں ہے۔ قائد کا اصل کام یہ ہے کہ وہ مشکلات کا قبل از وقت اندازہ لگائے اور ان مشکلات سے نکلنے آگے بڑھنے اور دوسرے لوگوں کو محرک کر کے اپنے ساتھ چلانے کے لیے سوچے اور بروقت فیصلے کرے۔

اپنے آپ پر قابو: قائدانہ کردار ادا کرنے والے لوگ وہی ہو سکتے ہیں جو خود اپنی قیادت کر سکتے ہیں یعنی جن کو اپنے اوپر قابو (کنٹرول) ہو۔ اپنے آپ پر قابو پانے کے یوں تو کہی پہلو ہیں لیکن اہم ترین پہلو، قائد کا اپنے وقت پر قابو پانا ہے۔ قائد اپنی مرضی سے اور اپنی ترجیحات کے مطابق اپنا وقت گزارتے ہیں۔ ان کی مصروفیات ان کی اپنی طریقہ ہوتی ہیں اور ان کا تعلق اس بدف کے حصول سے ہوتا ہے جو انہوں نے طے کیا ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سماجی تعلقات ختم کر لیتے ہیں یا دوسروں کے کام نہیں آتے۔ اس کے بر عکس وہ اپنے تعلقات کو اپنے اہداف کے حصول میں معاون ہاتے ہیں۔

اپنی ذات پر قابو پانے کا دوسری اہم پہلو قائد کا اپنے جذبات پر قابو ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ قائد جذباتی نہیں ہوتا۔ درحقیقت اچھا قائد خود بھی جذباتی ہوتا ہے اور انسانی جذبات و احساسات کو سمجھتا بھی ہے لیکن اس کے فیصلے اور اقدامات جذبات کی بنیاد پر نہیں ہوتے۔ اسے کوئی مشتعل نہیں کر سکتا۔ حالات خواہ کئے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں وہ دھمل اور اشتعال سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے۔

قائدانہ کردار اپنے معمولات پر قابو پانے کا نام ہے۔ معمولات کے مطابق زندگی گزارنا لیکن اس کے لیے قسمی اور جسمانی طور پر تپار ہونا کہ معمولات میں تبدیلی کے باوجود کارکردگی متاثر نہ ہو، بالظاظدھر قائد کے معمولات اس کی مجبوری نہیں ہوتے۔ اسے اپنی امیدوں، دل جسمیوں اور خواہشات پر کنٹرول ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ ہر قسمی اور پر کشش چیز اسے بھیج کر اپنی جانب لے جائے اور اس کی ترجیحات گذمہ ہو جائیں۔

اپنے ساتھیوں پر اعتماد: اپنے آپ پر قابو پانے کا ایک اور اہم پہلو دوسروں پر اعتماد ہے۔ اپنی اجتماعیت (ادارہ، ٹیم وغیرہ) میں ایسا نظام قائم کرنا کہ لوگوں کو کام تفویض کیا جائے۔ قائد کو ہر کام خود کرنے کی خواہ نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ جانتا ہے کہ جب کام تفویض کیا جائے تو اس میں بعض اوقات غلطی یا معیار میں کی کا خطرہ ہو ستا ہے جب کوہ خود سے بہت اچھی طرح کر ستا ہے۔ لیکن قائد غلطی کے امکان کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے اس لیے کہ اسے آگے بڑھنا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر میں خود ہمیکی کام کرتا رہوں اور یہی سیم کار رہے تو ہم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جو کام میں آج کر رہا ہوں یہ مجھے کل نہیں کرنا۔ میری جگہ کوئی اور آنا چاہیے۔ مجھے دو قید ہیں آگے بڑھنا چاہیے۔ اس طرح قیادت ایک عمل (پرائیس) ہے اور جہاں یہ عمل جاری نہیں وہاں افراد غلطی میں اور ادارے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

محنتی اور سخت کوش: اپنے اوپر قابو پانے کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ قائد سخت کوش، ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے وہ اپنے جسمانی آرام اور سخت کا خیال ضرور رکھتا ہے کہ یہ اس کی تو اتنی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے، لیکن آرام ٹھی اور سستی اس کی طبیعت پر بوجھ ہوتی ہے۔ وہ اپنا ایک ایک بھروسہ ہدف کے حصول کے لیے صرف کرتا ہے۔

خود احتسابی: ایک اور اہم بات یہ ہے کہ قائد خود احتسابی کر ستا ہے کہ میں نے کہاں غلطی کی؟ جو کچھ کیا اسے کس طرح بہتر طور پر کیا جا سکتا تھا؟ یہاں یہ فرق واضح رہتا چاہیے کہ خود احتسابی اور خود ملامتی دو مختلف چیزیں ہیں۔ خود احتسابی آگے بڑھنے کے لیے ہے اور خود ملامتی انسان کو اپنے آپ سے مایوس کرتی ہے، اس کی خود اعتمادی اور حوصلے کو تھیس پہنچاتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا فرد نہیں جو ہمیشہ کامیاب ہو اور اسے بھی ناکامی کا سامنا نہ ہو۔ اتفاقات اور حادثات بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے سے بڑے انسان غلطیاں بھی کرتے ہیں۔ بہت سارے ایسے عوامل ہوتے ہیں جن کی بنا پر آگے بڑھنا ممکن نہیں ہو پاتا۔ ایسی صورت حال میں خود احتسابی کے ذریعے غلطی کا تعین اور اس کی روشنی میں منصوبہ، حکمت عملی یا اقدامات میں حصہ ضرورت تبدیلی لانا یا اسے نئے سرے سے بنا، قائد ان کردار کی پہچان ہے، جب کہ خود ملامتی میں جتا لوگ آگے بڑھنے کا ازسر نو منصوبہ نہیں بناتے۔

میکھنے کی صلاحیت: قائد انہ مزاج کی ایک اور اہم خصوصیت اپنی محدودیتوں (limitations) کو جانتا ہے۔ قائد دوسروں کے تجربات سے سکھنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ قائد انہ کروار یہ نہیں ہے کہ ہر کام کو خود کر کے دیکھا جائے۔ دنیا ترقی کے جس مقام پر آج پہنچا ہے اس مقام پر پہنچ نہیں سکتی تھی اگر ہر انسان ہر چیز کے لیے خود بچرہ کرتا۔ قائد دوسروں سے، حتیٰ کہ اپنے مامورین سے بھی، بہت سی چیزیں سیکھ رہا ہوتا ہے۔ سکھنے کی یہ صلاحیت قائد کی خود اعتمادی کی بنا پر ہوتی ہے۔ جن لوگوں میں خود اعتمادی ہو وہ دل و دماغ کو کھلا رکھتے ہیں، دوسروں کے تجربات معلوم کرتے ہیں، پڑھتے ہیں، سنتے ہیں، تجربہ کرتے ہیں کہ دوسرے کیسے آگے بڑھ گئے، انہوں نے کیسے کامیابی حاصل کی، حتیٰ کہ دشمن کے تجربات سے بھی اپنے لیے کوئی مفید پہلو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قیادت سے دستبرداری کرے لیپے تیار: قائد ان کردار اپنے ہدف کے لیے قربانی بھی مانگتا ہے۔ یہ قربانی کئی طرح کی ہو سکتی ہے۔ قائد ہر قربانی کے لیے تیار ہوتا ہے لیکن بعض اوقات یہ قربانی خود منصب قیادت سے دستبرداری بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قائد کی زگاہ مسقتوں میں ہدف کے حصول پر ہوتی ہے اور وہ اپنی محدودیتوں کو بھی جانتا ہے۔ چنانچہ اچھے جانشین کی تلاش اور تیاری بھی اس کے پیش نظر ہوتی ہے اور اس لیے وہ مناسب وقت پر قیادت سے دستبرداری کے لیے تیار رہتا ہے۔

دوسری جانب اس بات کو اس ناظر میں بھی سمجھنا چاہئے کہ کسی بھی گروہ میں فطری قائد ایک ہی ہوتا ہے۔ میراث پر قبیلے ہوں تو عمر، علم، تجربے اور صلاحیت خود بخدا انہوں کو قیادت کے منصب پر لے آتی ہیں۔ یہ ساری چیزیں اول تو کسی خاص وقت میں تمام انسانوں میں برابر نہیں ہوتیں۔ لیکن اگر نظری طور پر یہ تصور بھی کیا جائے کہ کسی خاص وقت میں یہ برابر ہوں تو بھی قائد کوئی ایک ہی ہو ستا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں کسی بھی اجتماعیت کا امتحان ہوتا ہے۔ یہ امتحان کہ اجتماعیت کی بقا اور تحفظ کے لیے کوئی ایک ایسے آپ کو پہچھے ہٹالے۔ ایسی صورت میں کسی ایک گویہ قبیلہ کرنا ہی پڑتا ہے کہ کافی باری کا انتظار کرے۔ کیونکہ کسی ایک مقام پر دو قائد ہوں گے تو ان میں تصادم ہو جائے گا۔

لوگوں سے تعلقات: قائدانہ اوصاف کے حوالے سے اگلا عنوان انسانی تعلقات ہے۔ انسانوں کے ساتھ رہو یہ اور ان کے ساتھ میں جوں کا انداز ان پر اثر انداز ہونے کا موقع بھی ہوتا ہے اور انھیں اپنے سے دور کرنے کا سبب بھی بن ستا ہے۔ قائد اور اس کے ساتھیوں کے درمیان محبت اور اخلاص کا تعلق جتنا بڑھتا چلا جائے گا، قائد کا کام آسان تر ہوتا جائے گا۔ حقیقی قائد کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعلق مادیت اور مفاد پر نہیں بلکہ اعتماد اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ لوگ قائد کی بات مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ڈاکٹر مریض کو اس کی پسندیدہ غذا سے روکتے بھی ہیں تو بھی وہ بخوبی آپ کی بات مانتا ہے۔ یا اپنے کو آپ کسی وقت اس کی دل چھوٹی کے کسی عمل سے روکتے بھی ہیں تو بھی وہ بخوبی آپ کی بات مانتا ہے۔ وہ یہ اعتماد کرتا ہے کہ یہ عمل اس کے ساتھ خیر خواہی، اخلاص و محبت پر مبنی ہے۔ یہی عام مشاہدہ ہے۔ لیکن جہاں والدین سے تعلق کے بارے میں محبت، اخلاص اور خیر خواہی کا صورت موجود نہ ہو وہاں بچہ پھر اپنے والدین کی بات نہیں مانتا۔ ایسا نہیں ہے کہ والدین بچے کے خیر خواہ نہ ہوں، لیکن درحقیقت ان کے درمیان باہمی ابلاغ میں ایک فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قائد اور اس کے مانے والوں کے درمیان اعتماد اور تعلق برقرار رہتا چاہیے۔ ایسا تعلق جواہل اور محبت پر مبنی ہو کہ ہم ایک دوسرے کے سامنے اور حصہ ہیں۔

واقفیت: اس تعلق کے قیام اور اسے برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ قائد اپنے ساتھ چلنے والے لوگوں سے واقف ہو۔ واقفیت صرف نام جاننے کا نام نہیں، واقفیت گھر کے حالات سے ہو اہل خانہ کے بارے میں ہو، خاندان سے ہو۔ اس شناسانی کے نتیجے میں روزمرہ معاملات میں شرکت ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے قربت کے نئے نئے موقع ملتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال اور اپنے ساتھیوں کی خوشیوں اور پریشانیوں میں شرکت کے نتیجے ہی میں قائد کے لیے قائدانہ کردار ادا کرنا ممکن ہے۔ اس کے بغیر قائم ہونے والا تعلق ملازم اور افسر کا تعلق ہوتا ہے۔ یہ تعلق بھی ایک حد تک بتائی دیتا ہے لیکن یہ کسی اوارے یا تنقیم کو آگے بڑھانے اور مستقبل میں اپنے مقاصد کے تحت کسی بڑی تبدیلی لانے کے قابل نہیں بن ستا۔ اس اعتبار سے اپنے ساتھیوں کو جانا، اُنھیں اپنی محبت، ہمدردی، اپنا نیت، ذاتی تعلق اور خیر خواہی کا احساس دلاتا۔ ان کی پسند، ان کے مزاج کا خیال رکھنا یہ ساری چیزیں قائد کے مزاج اور طبیعت کا ناگزیر حصہ ہوتی ہیں۔

مزاج کا خیال: مزاج کا خیال بذات خود ایک اہم عنوان ہے۔ قائد کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی منصوبہ بندی اور ترجیحات کے مطابق کام پر لگائے لیکن یہ ممکن نہیں کہ ہر آدمی اپنے مزاج، دل، جسمی اور میدان کار کے حوالے سے یکساں ہو۔ چنانچہ قائد کا ایک بہت اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ چلنے والوں کے بارے میں سوچے اور فیصلہ کرے کہ کون سا آدمی کس کام کے لیے مل ہے؟ جو جس کام میں دل، جسمی اور شوق رکھتا ہے وہ باقاعدہ اس کام کی الیت بھی حاصل کر لیتا ہے۔ حکم اور ہدایت تو دُور کی بات ہے، ایسی صورت میں اشارے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ لوگ مشکل سے مشکل صورت حال سے نہیں کے لیے خود ہی راستہ نکال لیتے ہیں، نئے نئے تجربات کرتے ہیں اور اپنی بھی ضروریات کی قربانی بھی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ تب تجاواہ خود بھی کامیاب ہوتے ہیں اور قائد کا سر بھی بلند کرتے ہیں۔

چنانچہ جب کہا جاتا ہے کہ قائد کو عقل استعمال کرنی ہے تو عقل کے استعمال کا یہ ایک اہم مقام ہے کہ وہ اپنے پاس موجود انسانی وسائل کو بہترین انداز میں استعمال کرنے کے لیے سوچے، غور و فکر کرے۔ جتنا وہ اس پر غور کرے گا اس کے لیے ضروری ہوتا جائے گا کہ اپنے ہدف کے حصول کے لیے نئے نئے راستے اور نئے کام نکالے۔ اگر میدان عمل محدود ہے جس میں نئے اقدامات کی گنجائش نہ ہو تو اس کا فرض ہے کہ جو کام فی الوقت موجود ہیں انھیں دل، جس پر بنائے۔ لوگوں میں کسی خاص کام یا شعبے کے حوالے سے کوئی جواب ہے تو اسے دور کرنے کے لیے اقدامات کرے اور جہاں ضروری ہوان کے لیے تربیت کا اہتمام کرائے۔

قائد کو یہ احساس ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنا وقت اس کے حوالے کر دیا ہے، جو اس کے فیصلوں اور اس کی ترجیحات کے مطابق اپنی صلاحیتوں اور وسائل کے ساتھ سرگرم عمل ہیں تو ان کی صلاحیتوں کی نشوونما، ان کی ترقی اور ان کا مفاد قائد کے اپنے مفاد کی طرح ہے۔ وہ انتظام کرتا ہے کہ وہ لوگ نئے نئے کام اور نظر یکھیں، ان میں مشکلات سے نہ رہ آزمائی کی استعداد پیدا ہو جائے اور وہ زندگی کے میدان میں بڑا اکروار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اس طرح لوگ آگے بڑھتے ہیں تو جمیع استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ماحول ساز گار تر ہو جاتا ہے اور ادارہ اور تنظیم جس تبدیلی (ہدف کے حصول) کے لیے کوشش ہوتے ہیں وہ تبدیلی آسان تر ہو جاتی ہے۔

سماجی و نظریاتی اور دعویٰ تینیموں کے حوالے سے تو اس میدان میں بڑی وسعت ہے۔ یہاں تو معاشرے کے ہر طبقے میں کام کے لیے لوگ درکار ہوتے ہیں اور ہر طرح کے کاموں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ ہنر سکھانے، یعنی اپنی ٹیکم کے افراد کو زیادہ کار آمد بنانے کے لیے کتنے ہی عنوانات ہو سکتے ہیں مثال کے طور پر آپ کو پبلیٹی اور ریکارڈ کے لیے تصویر کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اس کے لیے اپنے کارکن کو فوٹوگرافی سکھانی جاسکتی ہے۔ کسی کارکن کو ڈرائیور ٹینک نہیں آتی تو ایسے ڈرائیور ٹینک سکھانی جاسکتی ہے۔ اپنے کارکنوں کو ابتدائی طبی امداد کے طریقے سکھائے جاسکتے ہیں۔ ہو ستا ہے ٹینکی اور ادارتی طور پر کئی برسوں میں بھی اس کی ضرورت نہ پیش آئے لیکن ابتدائی طبی امداد کا کام سیکھ کرو وہ اپنے محلے اور گاؤں میں اپنے حلقة احباب اور برادری میں یا کسی بینگامی صورت حال میں لوگوں کی خدمت کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ یہ درست ہے کہ بعض کارکنوں کے لیے ایسا سلسلہ ایک بڑا اضافی بو جھو ہو گا۔ ایسے کارکنوں کو یہ کام نہ دیا جائے لیکن بہت سے کارکن بڑے شوق سے ایسے کام کریں گے۔ سماجی تینیموں کے قائد کا کام تو یہ ہے کہ معاشرے کے بے شمار وسائل میں سے جس جس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوئی ترمیتی پروگرام وہ بنا سکتے ہوں بنا میں۔ ترمیتی پروگرام سے ان کی انفرادی اور اجتماعی صلاحیت میں اضافہ ہو گا۔ اس اعتبار سے قائد کا کام ایک لگی بندھی فہرست پر کام کروانا نہیں ہے۔ جو لوگ ساتھ چل رہے ہیں ان کو جانتے ان کے مزاج، شوق اور دل، جسمیوں کو جانتے اور ان کی صلاحیت اور استعداد کا میں اضافہ کرنے کے ان تمام پہلوؤں پر قائد کی رنگاہ ہوتی ہے۔

رابطے اور گفتگو کی صلاحیت: اس کے ساتھ ساتھ قائد ایلا غ اور رابطے کی صلاحیت پر توجہ دیتا ہے۔ اس کی بات میں ابہام نہیں ہوتا۔ اس کا ذہن صاف ہوتا ہے کہ اسے کیا کرنا اور کرنا ہے۔ اپنے پیغام کو وہ اس کے مطابق واضح طور پر ترتیب دیتا ہے اور اس واضح پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے صحیح الفاظ اور صحیح وقت کا اختیاب کرتا ہے۔ اس کے لیے ناگزیر ہے کہ قائد دوسروں کی ذہنی سطح پر اور ان کے حالات کی روشنی میں چیزوں کو بھجو سکتا ہو۔

ایلا غ اور رابطے کی ایک اہم پہلو جس کی جانب پہلے بھی ضمیم طور پر اشارہ آیا، یہ ہے کہ قائد خود اپنے ساتھ بات کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے پاس اپنے لیے کچھ وقت ہوتا ہے۔ روزانہ ہفتے میں چند گھنٹے وہ تہائی میں غور کرتا ہے، سوچتا ہے کہ جو کچھ کیا، تمہیک کیا ہے؟ کیسے آگے بڑھوں؟ فلاں فلاں سلسلہ کیسے حل ہو سکتا ہے؟ جب کوئی فرد اپنے ساتھ ملاقات کا وقت نہیں نکال سکتا تو اس کی اصلاح کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ درحقیقت وہ مستقبل میں درست طور پر دیکھنے کے قابل نہیں رہتا۔ چنانچہ جو جتنے بڑے منصب پر فائز ہے، اس کے لیے اتنا ہی ناگزیر ہے کہ وہ اپنے ساتھ ملاقات کے لیے وقت نکالے۔

مخاطب کی استعداد اور دل چسپی: واضح اور دوڑوک پیغام، غیر مبہم الفاظ، مناسب وقت اور موقع محل کا اختیاب ایلا غ اور رابطے کے بے حد اہم اجزاء ہیں۔ کیا بات کرنی ہے اور کس طرح کرنی ہے، اس پر قائد کی مسلسل توجہ رہتی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ قائد کو یہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بہت اہم بات ہے، کہ اس نے اپنی بات کب ختم کرنی ہے۔ قائد ان کردار کے حامل لوگ ماحول، مخاطب کی ذہنی استعداد اور موضوع میں ان کی دل چھپی کے مطابق گفتگو کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ یہ منصوبہ بندی ایک ایسا ذہنی عمل ہے جو ملاقات اور گفتگو کے دوران بھی جاری رہتا ہے۔ چنانچہ وہ بہت جلد یا اندازہ کر لیتے ہیں کہ ان کی گفتگو میں سامعین کی دل چھپی کس قدر ہے۔ اگر یہ دل چھپی باقی نہ ہے تو کسی مناسب انداز میں بات کو ختم کر دینا یا موضوع کو تبدیل کرنا چاہیے۔ گفتگو کے ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھی چاہیے کہ گفتگو صرف پولنے کا نام نہیں ہے۔ درحقیقت گفتگو بولنے اور سننے کے مشترک عمل کا نام ہے۔ قائد کی گفتگو کا بڑا حصہ سننے پر مشتمل ہوتا ہے۔ زیادہ بولنے والا درحقیقت دوسروں کی رائے، جذبات، معلومات اور تجزیے سے محروم ہو جاتا ہے۔

حرکات و سکنات کا فہم: یہاں ایلا غ کے اہم ترین پہلو کی نشان وہی ضروری ہے۔ عام خیال کے بر عکس رابطہ ملاقات اور گفتگو میں الفاظ کی اہمیت سے کہیں زیادہ اہمیت، چہرے کے تاثرات اور ان جسمانی حرکات کی ہوتی ہے جو بولنے اور سننے والے کی جانب سے بے ساختہ سامنے آتی ہیں۔ اسے حرکات و سکنات کی زبان (Body Language) کہا جاتا ہے۔ الفاظ کی ادائیگی کس لب و لمحے میں کی جاری ہے؟ چہرے کے تاثرات کیا ہیں؟ ہاتھ اور پاؤں کی جیبیں کیا اشارے دے رہی ہے؟ انسان کی آنکھیں بتائی ہیں کہ وہ کسی چیز میں کس قدر دل چھپی لے رہا ہے، جسے حرکات و سکنات سمجھنا نہیں آتا، وہ ایلا غ کے فن سے ہوا قف ہے۔ باڈی لینگوچ بنا دیتی ہے کہ غصہ آرہا ہے، حیرانی ہو رہی ہے، دل چھپی بڑھ رہی ہے، مخاطب محفوظ ہو رہا ہے یا دل چھپی ختم ہو چکی ہے اور ذہن کی اور طرف متوجہ ہو چکا ہے۔ اور جوان چیزوں کو جانتا ہے وہ زبان سے الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ اپنے تاثرات اور اپنی حرکات و سکنات سے بھی پیغام رسائی کر رہا ہوتا ہے۔ باڈی لینگوچ کی اہمیت انفرادی رابطے میں بھی اسی قدر ہے جتنی خطابت اور اجتماعی رابطے میں ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ ملی فون اور خط و کتابت میں بھی اس کی جملک پوری طرح موجود ہوتی ہے جسے قائد انہی مزاج کے حامل لوگ بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔

بروقت فیصلہ: قائدانہ کردار کے حوالے سے ایک اہم عنوان فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہ اتنا اہم اور بڑا موضوع ہے کہ اس پر طیحہ سے گفتگو ہونی چاہئے تاہم ابلاغ کے ذیل میں اس کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ قائد کابنیادی کام ہی فیصلے کرنا اور عملدرآمد کے لیے اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنا ہے۔ اگر وہ تذبذب کا شکار اور گولو کے عالم میں ہے تو لوگ منتظر ہی رہ جائیں گے اور بہت سا فیضی وقت ضائع ہو جائے گا۔ قائد جانتا ہے کہ فیصلے میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن وہ خطرات مول لینے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ غور و فکر کے ضروری تقاضوں کی بحیثیت کے بعد وہ بروقت فیصلے کرتا اور متعلقہ افراد تک پہنچاتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلط فیصلہ اس سے بہتر ہے کہ غیر لائقی صورت حال میں رہا جائے۔ غلط فیصلہ ہو بھی جائے تو اس کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے کوئی نیا فیصلہ ہو ستا ہے۔ لیکن جو لوگ تذبذب اور گولو کے عالم میں رہتے ہیں ان کے ساتھ لوگ چل نہیں سکتے۔

آپ اچھی طرح سوچیں، بہتر سے بہتر فیصلہ کرنے کے بارے میں غور و فکر اور مشاورت کریں۔ دعا اور استخارہ اور اللہ سے مد طلب کرنے کا اہتمام کریں۔ یہ سب پچھہ کرنے کے باوجود کوئی حد ہوئی چاہئے کہ سارے خطرات کے باوجود ادب فیصلہ کرنا ہے۔ فیصلے کے اثرات تو ق کے مطابق نہ ہوں تو اس پر بھی غور کریں کہ کیا فیصلے کے لیے سوچ چکار میں کوئی کسر تھی؟ مفروضے اور اندازے غلط تھے؟ یا شخص حادثہ اور اتفاق ہے کہ حالات تبدیل ہو گئے اور فیصلے کے مطلوب اثرات سامنے نہ آ سکے۔ بلاشبہ اب ان اثرات کے مذاکر کا انتظام کرنا ہو گا۔ لیکن آپ غیر لائقی کیفیت سے نکل آئیں گے۔

نظر انداز کرنے کی خوبی: قائدانہ کردار کے لیے ایک اور اہم وصف بھول جانے اور نظر انداز کرنے کی صلاحیت ہے۔ قائد اعلیٰ طرف ہوتا ہے۔ اس لیے لوگوں کی جانب سے پہنچنے والی بہت سی تکالیف کو نظر انداز کر ستا ہے۔ تکنیکوں اور شکاریوں کو یاد رکھنے والے لوگ قائدانہ کردار ادا نہیں کر سکتے کیوں کہ وہ اشتعال، غصے اور انعام کا شکار ہو جاتے ہیں۔ این کی صلاحیتیں متنی مقاصد کے لیے استعمال ہونے لگتی ہیں اور اصل اہداف اور ترجیحات میں چلی جاتی ہیں۔ ان تمام ہی ہدف بن جاتا ہے۔

انسانی ذہن کو اللہ تعالیٰ نے بہت پچھڑ خیرہ کرنے کی صلاحیت دی ہے لیکن ہر ہر چیز کو یاد رکھنا اور اپنے ذہن پر بوچھہ بنا اور ست طرزِ عمل نہیں ہے۔ کامیاب لوگ محض کام کی بات یاد رکھتے ہیں اور محض الفاظ میں یاد رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی لوگ دراصل قائدانہ کردار ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ قائدانہ کردار کے حوالے سے ان چیزوں کو اپنے دماغ میں محفوظ کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے جن کا تعلق مطلوب ہدف اور منزل سے ہے۔ ہدف کی طرف آگے بڑھانے والی چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے۔

اسی طرح قائد پریشانیوں اور مشکلات کو اپنے اور طاری نہیں ہونے دیتا۔ وہ جانتا ہے کہ پریشانیاں اور مشکلات زندگی کا حصہ ہیں۔ بلاشبہ انھیں حل کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے لیکن اگر وہ حل نہیں ہو سکتیں تو انھیں بھول جانا ہی بہتر ہے، کیونکہ انھیں ہر وقت ذہن پر طاری رکھا جائے تو ذہن الجھاؤ اور امتحار کا شکار رہے گا اور کوئی بھی کام ثابت طور پر نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح قائد جانتا ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر اور بیماریوں کو بھول جانا چاہئے۔ جو لوگ عمر کو یاد رکھتے ہیں کہ میں اب ۵۰ یا ۶۰ سال کا ہو گیا ہوں، اب فلاں فلاں کام کیسے کر سکوں گا؟ پہلے بہت پچھڑ کرتا تھا اب مشکل ہو گیا ہے، مشکلات ان کے ذہن پر مسلط ہوتی چلی جاتی ہیں جس سے ان کی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں۔

ذورِ رسمی اشارات اور اعلیٰ معیار پر توجہ: یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جتنے دن ہم اس دنیا میں ہیں، مستقبل اس سے کہیں زیادہ طویل اور لامتناہی ہے۔ زندگی تو ایک ہزار سال بعد بھی ہو گی۔ سال ۲۰۰۳ء کے بعد سال ۲۰۰۳ء بھی آئے گا۔ دنیا تو اس سے آگے بھی چل رہی ہو گی۔ قیادت کو صدقہ جاریہ کا موقع حاصل ہے اور صدقہ جاریہ قوامی اس کا ہے کہ مستقبل کے بارے میں سوچا جائے۔ ایسا کام جو انسان کی موت کے بعد بھی نہایت دلچسپی سے کاموں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے، اس کو اپنی عمر کے ساتھ مدد و دیکھوں کیا جائے۔ آج ہم وہ کتابیں پڑھتے ہیں جو آج سے ایک ہزار سال پہلے تھیں۔ کیا ان کتابوں کے لکھنے والوں نے یہ سوچا تھا کہ وہ اپنے یا اپنے بعد کے دور کے لیے لکھ رہے ہیں؟ اگر آج سے ایک ہزار سال پہلے لوگ یہ کام کر سکتے تھے تو آج تو سو شیس زیادہ ہیں۔ نکنا لوگی بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ نکنا لوگی کی ترقی اور دستیاب سہولتوں کو دیکھا جائے تو آج کے انسان کا حصہ (contribution) تو ماضی کے مقابلے میں کئی گناہ زیادہ ہو ستا ہے۔ بڑا اور سچ تروث سن سامنے ہو تو انسانی صلاحیت محدود نہیں ہوتی۔

اسی فہرمن میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ ہر کام کو اچھے سے اچھے معیار پر کرنے کی کوشش کی جائے۔ اچھے معیار کا پہانچ یہ ہے کہ خواہ معمولی کام ہی کیوں نہ ہو، پوری توجہ اور اہتمام سے اس طرح کریں کہ اگر اس پر اپنے دستخط کرنے کے لیے کہا جائے تو آپ خوشی خوشی دستخط کر رہے ہوں کہ ہاں لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے یہ کام میں نہ کیا ہے۔ جب آپ نے ایک کام میں ہاتھ ڈال دیا تو پھر اسے احسن انداز میں ہونا چاہئے۔ ہدف یہ ہو کہ اس کام کو اتنی اچھی طرح کرنا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر انداز میں اسے سر انجام دینے والا دنیا بھر میں کوئی نہیں ہو گا۔ احسن انداز میں کام کی بر وقت اور وسائل کے اندر رہتے ہوئے تمیل بھی شامل ہے۔ معیار اور معیار کے حصول میں درکار وقت اور وسائل میں تو ازن قائم کرنے کا نام قائدانہ کردار ہے۔ یہ لوگ اپنے کاموں کے ساتھ تعلق کی اس کیفیت میں ہوتے ہیں۔ ان کو جب کوئی کام ملتا ہے تو وہ اپنے توہہ میدان میں خود بخود آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ قائد کا یہ طرز عمل اس کے ساتھیوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

کامیابیوں کو یاد رکھنا: قائد کے لیے جہاں بہت سی چیزوں کو بھول جانا ضروری ہے وہاں اپنی کامیابیوں کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔ قائد، تہائی میں اپنی کامیابیوں کو بھی یاد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ کامیابیاں خود اعتمادی اور آگے بڑھنے کے لیے امنگ پیدا کرتی ہیں۔ کامیابیوں پر خوش ہوا فطری ہے۔ پریشانیاں گھیر رہی ہوں، مشکلات کا سامنا ہو تو اس موقع پر اپنی خوشیوں کو یاد کیجیے۔ اس سے ناکامیوں اور مشکلات کے ناگوار اثرات کم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اسستی کی جانب انسان متوجہ ہو جاتا ہے جو سب سے زیادہ طاقت ور ہے اور ہر مشکل کو آسان بنا سکتی ہے۔ زندگی کامیابیوں اور ناکامیوں کے اختراح کا نام ہے۔ اس میں سارے لوگوں کو کامیابیاں بھی نہیں ملتیں، اور سارے لوگوں کو ناکامیاں بھی نہیں ملتیں۔ کامیاب لوگ کامیابیوں اور ناکامیوں کے ذخیرے سے اپنی کامیابیاں یاد رکھتے ہیں، ان سے خود اعتمادی اور حوصلہ حاصل کرتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر دوسروں کو حوصلہ بھی دیتے ہیں۔

اپنی جگہ سے ہٹ کو دیکھنا: قائد اس امر کا بھی اہتمام کرتا ہے کہ کبھی بھی اپنی جگہ سے بہت کرو دسروں کے نقطہ نظر اور زاویہ نگاہ سے چیزوں پر غور کرے۔ وہ جانتا ہے کہ جب مسئلہ ایک ہی مقام سے چیزوں کو دیکھا جائے تو تصویر کا ایک خاص رخ ہی نظر آتا ہے۔ دوسری جانب سے دیکھا جائے تو تصویر کا دوسرा رخ بھی نظر آتے لگتے گا۔ قائد ان کردار ادا کرنے والوں کی یہ انتہائی اہم ضرورتوں میں سے ایک ہے۔ اپنی جگہ سے بہت کر چیزوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ کوئی دوسرے منظر اور تناظر بھی ہے۔ اس کے نتیجے میں قیصلے کا پورا عمل ثابت طور پر متاثر ہوتا ہے۔

مشغله اور شوق: اپنے معمولات میں کوئی نہ کوئی مشغل اور شوق اختیار کرنا بھی کامیاب قائد کے اوصاف میں شامل ہے۔ قائد انہ کرواراوا کرنے والے کامیاب لوگوں پر نظر ڈالی جائے تو ان کی زندگی میں کہیں نہ کہیں کوئی ایسا مشغل مل جائے گا جس سے وہ اپنے آپ کو relax کرتے ہیں اپنے آپ کو تزویز اور ازسرنوکام کے لیے تیار کرتے ہیں۔ درحقیقت عام مشاغل اور دل چھپیاں انسان کو ایک مختلف دائرے میں کامیابیاں اور کامیابیوں کا احساس دے رہی ہوتی ہیں۔ یوں بھی انسان یکسانیت سے اکتا جاتا ہے دیگر مشاغل، روزمرہ معمول کے مقابلے میں تبدیلی فراہم کرتے ہیں۔ مشاغل اور دل چھپیاں عمومی دائرے سے ہٹ کرتنے نے تعلقات اور تنے تجربات کے حصول کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

مسکراہت: مسکراہت، قائد کی شخصیت کا اہم ترین پہلو ہے۔ قائد کا مسکراتا ہوا چہرہ لوگوں کو اس کے قریب لاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے مسکراہت کو صدقہ فرار دیا ہے۔ چہرے پر تاؤ، اجنیت، غصہ یا سردمہری، شخصیت کی ساری کشش ختم کر دیتی ہے۔ قائد کی مسکراہت لوگوں کو خوشیاں دیتی ہے۔ اور یاد رکھیے لوگوں کو خوشیاں وہی دے ستا ہے جو مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود زندگی کے ثابت پہلو کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور بھرپور اور محسن زندگی گزارتا ہو۔ (یقحیر رب تبر ۲۰۰۳ء میں لاہور میں کی گئی ایک تقریر کی تخلیص پر منی ہے)

۵ ایگر یکٹوڈا رکڑ، انسٹی ٹیوٹ آف پائیسی اسٹڈیز، اسلام آباد

ماہنامہ ترجمان القرآن، فروری ۲۰۰۳ء